شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور تبلیغی جماعت

حافظ راشد الحق، متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت اقدس دادا جان (جس کو ہم اپنے عرف میں داجی گل سے پکارا کرتے تھے) تبلیغی جماعت اور کارکنوں کو دل و جان سے چاہتے تھے۔ دارالعلوم میں یا حضرت شیخ الحدیث کی مسجد میں جب بھی کوئی جماعت آئی ہوتو ان کا بے حد اکرام فرماتے تھے ان کو دین اسلام کا سپاہی سمجھتے اور دل و جان سے ان پر نچھاور ہوتے تھے۔
جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس تھے اور آپ کی ملاقات بھی ہوئی تھی حضرت مولانا محمد یوسف تو بارہا دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے اور حضرت سے بے حد محبت فرماتے تھے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کو حضرت شیخ الحدیث اور دارالعلوم حقانیہ سے خصوصی شفقت اور محبت کا تعلق تھا۔ بستی نظام الدین اور رائے ونڈ کے مراکز کے بزرگ بطور خاص دارالعلوم اور اس کے بانی سے تعلق خاطر رکھتے تھے۔ ذیل میں تبلیغ اور تبلیغی جماعت سے متعلق حضرت کے ارشادات ہدایات اور جماعت کے ساتھ معاملات سے متعلق حسن سلوک اوراس عظیم مشن کے بارے میں آپ کے تعلیمات کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں جو آپ کے مواعظ و خطبات کے مجموعہ دعوات حق (ہر دو جلد) اور صحبتے با اہل حق سے ماخوذ ہیں جس سے آپ کے تبلیغی جماعت سے تعلق اور سیرت و کردار کا ایک اہم باب بھی سامنے آجاتا ہے۔

فضلاء کو دعائیں اور تبلیغی جماعت کی تحسین

بعد العصر قدیم مسجد دارالعلوم حقانیہ (مسجد حضرت شیخ الحدیث) اکوڑہ کے ایک صاحب اوران کے ساتھ حج سے آنے والے دوسری احباب حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر تھے۔ حضرت نے حج سے آنے والے احباب کو مبارک دی۔ بغلگیر ہوئے اور پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ ان کی آمد پر مسرت اور خوشی کی کیفیت سے سرشار نظر آرہے تھے۔ حضرت نے فرمایا کافی دنوں سے مجھے آپ لوگوں کا خیال آرہا تھا۔

انہوں نے عرض کی حضرت ہم آپ کو دور سے دیکھ لینا اور زیارت کرنا اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتے ہیں آپ سے قریب آکر مصافحہ وغیرہ کی تکلیف دینا گوارا نہیں ہوتا۔ احقر کاتب الحروف کو اس موقع پر کسی شاعر کا ایک شعر یاد آیا فرماتے ہیں۔

دیکھنا گر ہو انہیں دور سے دیکھا کرنا
شیوہ عشق نہیں حسن کا رسوا کرنا

ابھی یہ مجلس جاری تھی کہ شب قدر ضلع مردان سے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی جماعت شبقدر حاضر ہوئی۔ حضرت شیخ نے کھڑے ہو کر ملنا چاہا۔ مگر سب نے باصرار حضرت کو اٹھنے کی تکلیف نہ دی۔ لہذا حضرت بیٹھے رہے اور حاضرین باری باری مصافحہ کرتے رہے جب مصافحہ سے فراغت ہوئی اور سب آرام سے بیٹھ گئے۔ تو حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا۔

آپ سب حضرات ماشاء اللہ فضلاء اور علماء ہیں اور پھر آج اکٹھے ہو کر تشریف لائے ہیں آپ کو دیکھ دیکھ کر نئی زندگی محسوس ہوتی ہے آپ سب گلشن دارالعلوم کے حسین پھولوں کا پیارا گلدستہ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے علوم میں کثیر برکتیں نازل فرمائے اور آپ کے علم کی خوشبو سے پوری دنیا اور کائنات کو معطر فرمائے۔

دارالعلوم حقانیہ کے استاد حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی تشریف فرما تھے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

مولانا یہ فضلاء جو تشریف لائے ہیں ان سب کا تعلق تبلیغ سے بہت گہرا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ تبلیغ کا کام دارالعلوم حقانیہ میں بھی اساتذہ و طلبہ نے سنبھال لیا ہے۔ اساتذہ اور اکثر طلبہ جمعرات کی شب جمعہ کے لئے نوشہرہ جاتے ہیں۔ دارالعلوم میں باقاعدہ طور مختلف احاطوں و ہاسٹل میں تبلیغی گشت ہوتے ہیں مجھے اس خبر سے اور اساتذہ وطلبہ کی اس بابرکت حرکت سے بڑی مسرت ہوتی ہے۔

صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۹

تواضع اور دلالت علی الخیر

ارشاد فرمایا! آپ حضرات جو فراغت (تحصیل علم) کے بعد تعلیم و تدریس اور اس کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ نے جو تبلیغ کا کام شروع کیا ہے در در پر جانا بستر سر پر اٹھانا۔ اس راہ میں تواضع ہے عجز وانکساری ہے۔ واقعتہ " اس کام سے اخلاق میں غرور کی بجائے تواضع پیدا ہوتی ہے۔

غرور کی بجائے تواضع پیدا ہوتی ہے۔

من تواضع اللہ رفعہ اللہ

مولانا عبدالحلیم دیروی مدرس دارالعلوم نے عرض کیا حضرت! گذشتہ جمعرات مردان کے ایک گاؤں میں تبلیغی سلسلہ میں جانا ہوا تو ایک مسجد میں تعمیر کا کام شروع تھا اپنی تقریر میں لوگوں کو ترغیب دی اسی وقت ۵۰۰۰ کا چندہ مسجد کے لئے اکٹھا ہوگیا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا مبارک ہو دین کی خدمت، احیاء سنت ہے الدال علی الخیر کفاعلہ نیکی اور خیر کے کاموں کا راستہ بتانے والے

کرنے والوں کے ساتھ ثواب میں برابر کے شریک ہوتے ہیں ۔

ماہنامہ الحق صفحہ نمبر ۸۱

کیجئے دنیا کی تاریخ میں اس کی بھی نظیر موجود نہیں ۔ کوکب الدری فتح الملہم ۔ اعلاء السنن ۔ لامع الدراری ۔ اوجز المسالک ۔ بذل المجہود ۔ ترجمہ شیخ الہند بیان القرآن یہ سب اسی دور کی یادگار ہیں جس کے اپنے پرائے سب قائل ہیں ۔

تبلیغی جماعت ایک عالمگیر اسلامی تحریک

ارشاد فرمایا ۔ چاہیئے صرف تبلیغی جماعت کو دیکھ لیجئے اسی دور میں آج سے تقریباً نصف صدی قبل اس کی بنیاد رکھی گئی تھی کسے کیا خبر تھی کہ یہ ایک روز عالمگیر تحریک بن جائے گی آج نقشہ تمہارے سامنے ہے یہ عظیم اور وسیع ترین جماعت عالمگیر جماعت بن چکی ہے پہلے گاؤں گاؤں مجالس وعظ منعقد ہوتے تھے سالوں میں کہیں کسی واعظ کی تقریر سنی جاتی تھی مگر تبلیغی جماعت نے ہر شہر ہر گاؤں اور ہر ہر محلہ میں وعظ و تبلیغ کی دعوت و تحریک چلائی یہ سب اکابر دیو بند کی برکات و توجہات کا ثمرہ ہے ۔ دارالعلوم دیو بند صرف ایک تعلیم گاہ یا مدرسہ نہیں وہ تو ایک تحریک ہے جس کی مختلف شاخیں ہیں ۔ دارالعلوم دیو بند علوم و معارف کا دریا ہے جس سے مختلف نہریں جاری ہیں کبھی تبلیغ کی صورت میں کبھی جہاد واعلاء کلمۃ الحق کی صورت میں ، کبھی تصنیف و تحریر اور رد فرق باطلہ کی شکل میں اور کبھی دعوت و ارشاد اور اشاعت و تبلیغ کی شکل میں ، غرض دارالعلوم دیو بندامت کے لئے ایک حجت ہے ۔ قرآن خدا کی کتاب ہے اللہ خود ہی اس کا حافظ ہے ۔

ماہنامہ الحق صفحہ نمبر ۲۱۱

خود غرضی اور انانیت سے انتشار اور دھڑے بندی پیدا ہوتی ہے ۔

ارشاد فرمایا مجھے تو تبلیغی جماعت کی عالمگیر تحریک پر بے حد مسرت ہے دنیا کی تاریخ میں ایسی جماعت کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی یہ سب دارالعلوم دیو بند کی برکات ہیں ۔

احقر نے عرض کیا حضرت ۶۴ سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے کہ تبلیغی جماعت کام کر رہی ہے مگر اس قدر طویل عرصہ کار میں جماعت کے موقف میں کوئی فرق نہیں آیا کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا کوئی دھڑے بندی قائم نہیں ہوئی ۔ کوئی علیحدہ علیحدہ جماعتیں نہیں بنائی گئیں ۔ کسی عہدہ و منصب کا جھگڑا نہیں ہوا ۔ جماعت روز بروز پھیلتی اور بڑھتی جارہی ہے ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا

جی ہاں تم نے بڑے پتے کی بات کہہ دی اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ جماعت کے افراد میں اپنے اغراض ، اپنے مقاصد ، عہدہ و منصب اور جاہ و منزلت ، انا اور خود غرضی نہیں ہے اس لئے جھگڑا بھی نہیں ۔ ایسی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے افراد میں اپنے حقوق کے مطالبے کا تصور بھی کسے نہیں آتا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابر میں تقوی طہارت پاکیزگی ، پرہیزگاری ہے انانیت خود پرستی اور تکبر سے تو وہ شناس ہی نہیں ، ان میں عہدوں جاہ و منصب اور لالچ و طمع کا مریض اور دنیا کا حریص کوئی نہیں اس لئے جماعت آئے دن روبہ ترقی ہے ۔ خدا تعالی مزید ترقیات عطا فرمائے ۔

ماہنامہ الحق صفحہ نمبر ۱۱۲

فکر امت میں حضور اقدس ؐ کا رونا

پشاور کے ایک مہمان (جس کا تبلیغی جماعت سے تعلق تھا) الحق نے عرض کیا ۔ حضرت نے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گلے لگایا اور آپ ؐ پر گریہ کی کیفیت طاری ہو گئی ۔ مجھے بھی رونا آگیا حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ نیند اکھڑ گئی ۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم جوں جوں خواب کا بیان سنتے جاتے تھے چہرہ اقدس پر اس کے اثرات نمودار ہورہے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا سنا تو لرز اٹھے اور ارشاد فرمایا ۔

مجھے تعبیر خواب سے کوئی نسبت نہیں ہے تاہم آپ سعادت مند ہیں کہ باری تعالی نے آپ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا ہے حدیث میں ہے ۔

من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطن لایتمثل بی

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے گویا فی الحقیقت دیکھا کہ شیطان کو میری صورت بنانے کی طاقت نہیں ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں آپ کی عصمت اور شان ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شیطان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بنانے کی طاقت نہیں دی گئی نہ خواب کی حالت میں اور نہ بیداری کی حالت میں ۔ حدیث میں ارشاد ہے ۔

من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے فی الواقعہ مجھے ہی دیکھا ۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا ۔ محدثین نے اس کے دو مطلب لکھے ہیں ۔

۱ ۔ جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواب میں حضور ؐ کی زیارت کی وہ حضور ؐ ہی کے زمانہ بیداری میں بھی آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کرے گا ۔

۲ ۔ جس نے آپ ؐ کو خواب میں دیکھا اسے آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اور شفاعت کی سعادت حاصل ہو گی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے سائے تلے جگہ پائے گا اور جس نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خیریت سے دیکھا یہ اس بات کی بشارت ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا ۔

آپ نے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا ہے رونا بھی خوشی سے آتا ہے اور اکثر غم واندوہ سے بھی ۔ اگر پہلی صورت مراد لی جائے تو چونکہ آپ تبلیغ و اشاعت دین کی خدمت میں معروف ہیں ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم والا کام کر رہے ہیں اس لئے حضور ؐ نے آپ کو گلے لگا لیا اور جوش مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھی آئے ۔

دوسری صورت بھی زیادہ قرین قیاس ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے فکر و غم اور فکر نجات میں بعض اور اوقات ساری ساری رات روتے رہے اور آج جب امت کے تغافل انتشار بے اعتنائی الحاد ، زندقہ اور بے دینی کی رپورٹ آپ کو پہنچتی ہو گی تو آپ پریشان ہو جاتے ہوں گے ۔ امت میں تبلیغی جماعت کے حضرات چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والا کام کر رہے ہیں ۔ اور آپ بھی ان ہی سے ہیں ۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ملے اور امت کے انتشار اور غفلت پر غم واندوہ کے آنسو بہائے ۔ اور امت کے حال پر اپنے رنج و الم کا اظہار کیا ۔

بارالہا ! اپنے فضل سے اپنے کرم سے امت کی ستاری فرمائے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تو اللہ غضب ناک ہو جائے گا اور امت ہلاک ہو جائے گی ۔

یہ فرما کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کافی دیر

الحاح اور عجزو انکسار کے ساتھ امت کی فلاح و نجات کی دعا فرماتے رہے ۔

صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۱۶۵

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اور مولانا کمال الدین کا تذکرہ

یکم جون ۱۹۸۵ء بعد العصر جب معمول حاضر خدمت ہوا ۔ ملاقاتیوں اور مہمانوں کا بے پناہ ہجوم تھا اور ادھر دارالعلوم کے مدرس مولانا اُسیْد اللہ صاحب تبلیغ میں چلہ لگا کر واپس تشریف لائے تھے ۔ اور اب وہ بھی شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

حضرت شیخ الحدیث نے دریافت فرمایا کدھر تشکیل ہوئی تھی ۔ انہوں نے عرض کیا بنوں اور سیالکوٹ وغیرہ ۔

ارشاد فرمایا سیالکوٹ تو ایک تاریخی شہر ہے ایک زمانہ میں اس کا علمی شہرہ آفاق میں پھیلا ہوا تھا ۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی یہیں کے رہنے والے تھے آپ شاید ان کی مسجد میں بھی حاضر ہوئے ہوں گے ۔

عرض کیا جی ہاں ! وہاں حاضری دی تھی وہاں حاضر ہونے پر ایک خاص کیف ' سکون اور ایمانی بہار محسوس ہوتی تھی ۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی (متوفی ۱۰۶۸ ھ) کا مزار بھی یہاں ہے ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا ۔ ہاں مولانا کمال الدین (متوفی ۱۰۱۷ ھ) کی مرقد بھی یہیں ہے ۔ یہ وہی علامہ کمال الدین ہیں جو علامہ سیالکوٹی کے بھی استاد تھے ۔

مولانا اسید اللہ نے عرض کیا حضرت ! چالیس روز کے تبلیغی سفر میں جگہ جگہ علماء فضلاء مدرسین ' شرفاء اور معززین سے ملاقاتیں ہوتی رہی ۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ مجھے دارالعلوم حقانیہ سے نسبت ہے تو سب بے تابانہ آپ کا دریافت فرماتے ۔ آپ کی صحت کے لئے دعائیں کرتے سب آپ کو سلام کہتے اور دعاؤں کی درخواست کرتے ۔

حضرت مدظلہ نے جواباً علیک وعلیہم السلام پڑھا اور سب کے لئے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا ۔ یہ ان حضرات کا حسن ظن ہے ورنہ میں تو لیس بشیٔ ہوں ۔ ماشاء اللہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپ کو اپنے راستہ میں قبول فرمایا ۔ آپ کا تبلیغی سفر ہر لحاظ سے مبارک ہے پھر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا شہر دیکھنا اور ان اسلاف کے مرقدوں پر حاضری دے کر دعائے مغفرت کرنا (یہ تو نور علی نور ہوا)

صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۱۶۸

توکل واستغناء اور آزادانہ خدمت دین

جنوبی وزیرستان سے دارالعلوم کے ایک قدیم فاضل حاضر خدمت تھے ۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دریافت کرنے پر انہوں نے عرض کیا ۔

حضرت الحمد اللہ درس و تدریس اور تبلیغ و اشاعت دین کی تھوڑی بہت خدمت کا موقع مل جاتا ہے یہ سب آپ کی برکات اور دعاؤں کے اثرات ہیں کئی بار احباب نے اور وہاں کے مہربانوں نے کسی سرکاری سکول میں ماسٹر وغیرہ کی پوسٹ پر کام کرنے کی پیش کش کی ہے کہ مستقل نوکری ہو جائے گی وغیرہ مگر میرا مزاج درس و تدریس اور آزادانہ خدمت دین کا ہے کہ آپ کو ایسے ہی پایا ہے ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا ۔ ماشاء اللہ بہت اچھی رائے ہے اور نیک اور مبارک فیصلہ ہے خدا تعالیٰ استقامت بخشے یہ اللہ کا فضل ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ صرف خدا کے بھروسہ اور اسی کی توکل پر زندگی گذارتے ہو ۔

آج کل یہ ماسٹریاں وغیرہ آگئی ہیں ورنہ اس سے قبل ہمارے اسلاف اور اکابر اور علماء نے مساجد اور مدارس میں چٹائیوں پر بیٹھ کر بغیر کسی طمع ولالچ کے خدمت دین واشاعت اسلام کا کام کیا ہے اور اللہ نے انہی کے ذریعہ دین کو محفوظ فرمایا ہے ۔ اور ہم تک جوں کا توں پہنچا ہے ۔

صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۱۷۸

طلبہ اور تبلیغی کام

حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس فیض وافادہ میں حاضر ہوا ۔ بلوچستان کے علماء اور طلبہ کے مجمع میں گھرے ہوئی تھے کوہاٹ سے بھی مہمانوں کا ایک وفد حاضر تھا افغان مجاہدین کی ایک جماعت بھی آئی ہوئی تھی ۔ مولانا عبدالمنان عضو اتحاد اور علاقہ ارگون کے کمانڈران کی قیادت کر رہے تھے مولانا بادشاہ گل امیر تحریک جند اللہ جو دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے بھی رہے ہیں ان کے ہمراہ تھے ۔

ادھر بلوچستان سے آئے ہوئے تبلیغی جماعت کے ایک مہمان نے دارالعلوم حقانیہ میں طلبہ کے تبلیغ کے کام میں انہماک اور تبلیغی جماعتوں سے نصرت کے کام کو سراہا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا ۔

تبلیغی کام اور تبلیغی جماعتوں کی نقل و حرکت سے بڑا انقلاب آرہا ہے اور جب سے دارالعلوم میں اساتذہ وطلبہ نے اس کام میں حصہ لینا شروع کیا ہے تو اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے الحمد للہ تبلیغی جماعت کے اکابر بھی علماء اور طلبہ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر ان کے خصوصی ہدایات کو ملحوظ رکھا جائے گا تو کام میں برکت ہو گی ۔

اسباق کے دوران سبق قضا کر کے تبلیغ کرنا ممنوع ہے اور اکابر سختی سے اس سے منع کرتے ہیں ۔ فراغت اور تعطیلات کے ایام تبلیغ کے لئے ہیں ۔ طالب علم تو علم و عمل کی ایک نرم و نازک کونپل ہیں اگر حزم و احتیاط سے اور بروقت اس کی آبیاری کی جاتی رہی اور اسکی نگہداشت اور نگرانی پر توجہ دی گئی تو ایک روز یہ تناور اور سایہ دار اور ثمر آور درخت بن جائے گا جس سے پوری امت مستفیض ہو گی ۔

صحبتے با اہل حق صفحہ نمبر ۲۲۵

تبلیغی جماعت اور اشاعت دین کا فکر ۔۔ اور ذکر اللہ

طلبہ سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی گفتگو جاری تھی کہ علماء اور صالحین کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی ۔ مہمان غور غشتی ملتان اور کوہاٹ سے تعلق رکھتے تھے ۔ ان میں سے ایک صاحب نے عرض کیا حضرت ہم تبلیغی جماعت کے اجتماع میں جو بارہ میں آج سے شروع ہو رہا ہے ' کے لئے جب گھر سے روانہ ہو رہے تھے تو یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے حاضری کی سعادت حاصل کریں گے ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کی مجلس میں حاضری کی توفیق بخشی ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا ۔ ماشاء اللہ آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے آپ کو خدمت واشاعت دین اور تبلیغ اسلام کے لئے چن لیا ہے یہ تو اہل اسلام کا فریضہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون باالمعروف وتنہون عن المنکر ۔

تم خیر امت اور تمام امتوں سے بہتر اور افضل امت اس لئے ہو کہ نیکی کا حکم کرتے ہو معروفات پھیلاتے ہو اور منکرات سے روکتے ہو ۔

الحمد للہ کہ یہ فریضہ آج جماعت تبلیغی بڑے احسن طریقہ سے انجام دے رہی ہے اور آج پوری دنیا میں اس جماعت کے مخلص مبلغ حرکت میں ہیں لاکھوں

اور اور کروڑوں مسلمانوں کو اصول دین اور تعلیمات نبوت کی تعلیم دے چکے ہیں اور ہزاروں غیر مسلم ان کی مخلصانہ مساعی کی برکت سے قبولیت اسلام سے مشرف ہو چکے ہیں۔

آپ حضرات کے مساعی بھی رنگ لائیں گے۔ آپ جیسی صالحین حضرات کی برکت سے اور مبلغین کی محنت اور ذاکرین کی برکت سے باری تعالیٰ قوم و ملک سے عذاب ٹالتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ نے شکایت کی کہ میری امت نے اللہ کا ذکر اور دین کا فکر چھوڑ دیا ہے۔ یہ ذکر کائنات کی روح ہے اور کسی قوم و ملت کی بقا کا ذریعہ ہے۔ جب ایک قوم اللہ کا ذکر چھوڑ دیتی ہے تو اللہ بھی اس پر اپنا فضل اور رحم و کرم چھوڑ دیتے ہیں بلکہ جب مجموعی طور پر ذکر ترک کر دیا جائے گا تو پورے نظام کائنات اور تمام دنیا کا ہارٹ فیل ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔

چھپے با اہل حق صفحہ نمبر ۳۲۹

لندن میں دینی کام کرنے والوں کو خصوصی نصیحت

نماز مغرب کا وقت ہوا۔ اذان ہو چکی تھی اور نماز کے لئے صفیں درست کی جارہی تھیں کہ انگلینڈ سے جناب مفتی محمد اسلم صاحب اور ان کے ساتھ جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب تشریف لائے۔ نماز قاری صاحب نے پڑھائی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب مفتی محمد اسلم اور قاری صاحب آگے بڑھے مصافحہ کیا مہمان کا تعارف کرایا۔ حضرت! یہ جامعہ بنوی ٹاؤن کے مفتی ہیں۔ اب انگلینڈ ہوتے ہیں ختم نبوت کی تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں آئے تھے آپ کی زیارت و ملاقات اور حصول دعا کی تمنا تھی کہ آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کروں۔ الحمد اللہ اللہ پاک نے آج یہ سعادت عطا فرمائی۔ مجھے لندن میں رہتے ہوئے وہاں کے حالات کے مطابق خصوصی نصیحت سے نوازیئے۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔ آپ حضرات خود علماء ہیں۔ مبلغ ہیں، مفتی ہیں، خدا نے علم دین سے سرفراز فرمایا ہے۔ میری کیا نصیحت ہوگی۔ میں خود نصیحت کا محتاج ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت عطا فرمائی ہے کہ آپ خدمت اور اشاعت دین میں مصروف کار ہیں۔ اپنا وطن اور اپنے عیش و عشرت کے اسباب چھوڑ کر اتنے دور گئے ہوئے ہیں۔ یہ رفع درجات اور اجر عظیم کا ذریعہ ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقی دے۔ خدا حافظ ہو۔ ہاں اتنی بات یاد رکھیں کہ اللہ پاک نے اپنے پیغمبروں کو جو دین کے اولین داعی ہیں ان کو بھی عامۃ الناس سے نرم اور قول لین کی تاکید فرمائی ہے۔

تبلیغ اور دعوت کے کام میں نرمی مصلحت، محبت اور شفقت کا انداز اختیار کریں۔ آپ جہاں پر ہیں وہ تو کفر اور بغاوت کے مراکز ہیں ایسے مراکز میں زبان کی نرمی سے کام لینا ہوگا کہ کام بھی ہوتا رہے اور محفوظ بھی رہے۔ تقریر اور زبانی دعوت سے بڑھ کر اپنے کردار و عمل اور معاملہ و تعلق کی دعوت سے لوگوں کو دین کی طرف بلائیں۔ شب و روز کی زندگی شریعت کے مطابق ڈھالیں۔ جب راستہ چلیں جب کاروبار کریں جب آنا جانا ہو تو سب اسلام کے مطابق ہو تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ تعلیم کی طرح مسلمانوں کے اعمال بھی امن و فلاح کی ضمانت ہیں جس قدر بھی حکمت عملی سے کام لیں گے خدا تعالیٰ اتنا ہی راستہ کھولیں گے۔ بہرحال آپ حضرات خود صاحب واقعہ ہیں اہل علم ہیں تو آپ کی رائے ہی معتبر ہو سکتی ہے خدا تعالیٰ مزید ترقیوں سے مالا مال فرمائے۔

چھپے با اہل حق صفحہ نمبر ۳۳۸

امت کی فضیلت کا راز

تبلیغی جماعت اجتماع پر جارہی تھی جناب حاجی فردوس خان بھی ان میں تشریف لائے تھے یہ حضرت کے قریبی احباب سے ہیں حضرت نے ان کا بڑا اکرام فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تم خیر امت اور افضل امت ہو۔ خیر اور اشرف ہونے کا سبب بسیں، دولت سرمایہ داری، بنگلے اور دولت نہیں بلکہ وجہ یہ بتائی کہ تم امر بالمعروف اور نہی المنکر کرتے ہو جیسے کہ اب یہ فریضہ تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے۔

دعوت و تبلیغ کی اہمیت و عظمت

ارشاد فرمایا۔ احادیث میں تفصیل سے یہ واقعہ مذکور ہے کہ حضرت حمزہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کے قاتل وحشی ہیں جنہوں نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا، ناک، کان، اور دیگر اعضائے رئیسہ کاٹ ڈالے تھے۔ اور جگر نکال کر گلے کا ہار بنایا تھا۔ پھر وہ مکہ چلا گیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو بوجہ خوف کے وہاں سے بھاگ کر طائف چلا گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا۔ طائف ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اس کے اردگرد تمام علاقہ مسلمانوں کا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اب چاروں طرف سے اسلامی حکومت ہے اس لئے ان کا محاصرہ ضروری نہیں آخر یہ لوگ جائیں گے کدھر؟ اس لئے محاصرہ چھوڑ دیا۔

اہل طائف کو خیال ہوا کہ ہم مسلمانوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ اس لئے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لینی چاہیے اور اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ لہذا انہوں نے قبول اسلام کے لئے ایک وفد تیار کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اب قاتل وحشی کو جان کے لالے پڑ گئے کہ اس کے بعد کوئی بھی جائے پناہ نہیں۔ لہذا وہ بھی وہاں کے لوگوں کے مشورہ سے منہ چھپائے وفد کے ساتھ آگئے۔ صحابہ نے دیکھا تو چاہا کہ اس کی گردن اڑادیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ آبرو کے منتظر تھے اور جب صراحتاً اس کی اجازت چاہی تو آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔

اگر ساری دنیا کفار سے بھر جائے اور تلوار اٹھا کر تم سب کو قتل کر دو۔ اور جہاد کرو تو یہ بڑا جہاد ہے ثواب بھی ہے اور بڑا ثواب ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں تبلیغ اور دعوت و ترغیب سے ایک آدمی کو مسلمان بنا لو اور وہ لاالہ الااللہ پڑھ لے تو اس کا ثواب ساری دنیا کے کافروں کے قتل کرنے سے زیادہ ہے۔ وحشی نے کلمہ پڑھ لیا تو جنتی ہوا۔ اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ الاسلام یھدم ماکان قبلہ میں نے جب تبلیغی جماعت کو دیکھا تو مجھے یہ واقعہ یاد آگیا اور یہ ان حضرات کے لئے بہت بڑی بشارت ہے۔

چھپے با اہل حق صفحہ نمبر ۳۴۹

مخلصانہ عمل کی برکتیں

مجھے اپنے ایک بزرگ ساتھی نے بتایا کہ ہم چند رفقا امریکہ میں ایک بس میں سوار تھے کہ عصر کی نماز کا وقت آیا۔ ڈرائیور سے ہم نے کہا کہ نماز کے لئے بس روک دے۔ اس نے ہماری درخواست منظور کر لی۔ ہم تین ساتھی اترے اور نماز پڑھی۔ انگریز اور غیر مسلم کی ساری سواریاں ہمارا گھیرا کر کے

ہمیں دیکھتی رہیں اور حیران ہو کر تکتے ۔ ہے جب ہم فارغ ہوئے تو پوچھا یہ تم نے کیا کیا ۔ ہم نے کہا یہ ہمارے خدا کا ایک حکم نماز ہے جو اس کی عبادت ہے ۔ وہ ہماری نماز کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ۔ بہرحال اصل چیز خلوص اور عمل ہے ۔

اس وقت تبلیغی عمل بڑا قابل قدر اور لائق تحسین ہے جو بھی ایک بار اس عمل میں داخل ہوتا ہے وہ دین میں ہمہ تن منہمک ہو جاتا ہے اور اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے خدا تعالیٰ سب کو ایسے احسانات سے نوازے ۔ (آمین)

ماہنامہ الحق صفحہ نمبر ۳۴۹

ترکی سے آئی ہوئی جماعت سے ملاقات

۲۸ نومبر ۱۹۸۶ء ترکی سے تبلیغی جماعت کے احباب کا ایک وفد حاضر خدمت ہوا ۔ حضرت مدظلہ نے ان کا بڑا اکرام فرمایا ۔ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کا ذکر چھیڑا تو ارشاد فرمایا ۔

میں نے مولانا محمد الیاس کی دو دفعہ زیارت کی ہے ۔ بہت نحیف اور بدن کے لحاظ سے کمزور تھے لیکن فکر و تدبر کے اعتبار سے ان کا مقام بہت اونچا تھا کہ پوری دنیا میں دین پھیلایا ۔ یہ ترک صاحبان کی جماعت آئی ہے یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں ۔

جماعت کے امیر نے عرض کیا حضرت یہ آپ کی دعاؤں مساعی اور محنتوں کی برکت ہے کہ آج ہم جیسے جاہلوں کو دین کی خدمت کا موقع ملا ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں ۔ آپ سے ملاقات اور ترک بھائیوں سے ملاقات کر کے بہت مسرت ہوئی ۔ ایک مسئلہ جو آپ نے نماز کا سکھایا وہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور ایک نماز کے ذریعے ہزاروں نمازوں کے ثواب آپ کے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے ۔ آپ کے چلنے پھرنے سے عبرت حال ہوتی ہے دین کی اشاعت ہوتی ہے ۔ سارے حالات کی تبدیلی آپ حضرات کی قربانیوں کا نتیجہ ہے یہ آپ کی برکتیں ہیں جو ہم پر پڑھ رہی ہیں ۔

حضرت نے ارشاد فرمایا ۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی آپ کے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے یہ ہیں ہمارے متواضع بھائی جو اپنے کندھوں پر بستر رکھے ہوئے دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں ۔

حضرت نے فرمایا ۔ ترک کے علاوہ اور بھی عرب کی جماعتیں تبلیغ کے کام میں مشغول ہیں ۔ امیر صاحب نے کہا جی ہاں اس سال عرب اتنے زیادہ تشریف لائے تھے کہ پنڈال میں جگہ نہیں مل سکی ۔ ابھی سو کے قریب جماعتیں باہر ملکوں کے تبلیغی کام میں مصروف ہیں ۔

حضرت نے ارشاد فرمایا آپ کی وجہ سے ہم بھی برکات حاصل کرتے ہیں اور آپ کے نمونہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوتی ہے ۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان کی شکل دیکھ کر خدا یاد آتا ہے آپ کی شکل و شباہت اس حدیث کے مصداق ہے اللہ سب کے درجے بلند فرمائے ناراض ہرگز نہ ہونا ۔

تبلیغی حضرات نے رخصت چاہی تو آپ ان کے اکرام میں کھڑا ہونا چاہتے تھے مگر جماعت والوں نے آپ کے ضعف اور علالت کے پیش نظر باصرار بیٹھا دیا ۔ دعا کی درخواست کی آپ نے بالالحاح دعا فرمائی اور پھر مبلغین حضرات ایک ایک کر کے مصافحہ کرتے اور رخصت ہوتے رہے ۔

دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور نظام تعلیم

نظام تعلیم کا محور

دینی مدارس کا نظام تعلیم دراصل دینیات کی تعلیم کا نظام ہے اس نظام تعلیم میں شریعت کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ شریعت جو کامل اور مکمل ہے ۔ اس میں عبادات ، معاملات ، معاشرتی امور ، سیاسیات ، معاشیات ، نکاح وطلاق کے مسائل ، رعیت اور حاکم کے حقوق و فرائض بیع و تجارت اور مضاربت میراث و وصیت کے مسائل غرض وزندگی کا ہر پہلو اور ہر مسئلہ شامل ہے ۔

یہ نظام تعلیم جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا ۔ وہ یہ تھا کہ اسلامی احکامات اور قوانین کو باقی اور جاری رکھا جائے اسی لئے قرآن و حدیث اور فقہ کے علوم اس نظام تعلیم میں بنیادی حیثیت سے شامل کئے گئے پھر قرآن حدیث سے احکام اور قوانین مستنبط کرنے کے اصول وضع ہوئے اور اس عمل نے باقاعدہ علم کی صورت اختیار کی تو اسے "اصول فقہ" کے نام پر اس نظام تعلیم میں رائج کیا گیا بعد میں جب دور عباسیہ میں یونانی فلسفہ عربی زبان میں منتقل ہوا تو اس فلسفے کے مختلف مسائل کو الہیات ، طبعیات ، منطق اور عنصریات کے عنوانات سے اس نظام تعلیم میں شامل کر لیا گیا لیکن فلسفہ یونان کے متعدد پہلو آئے انٹرویونگار :جناب ممتاز احمد ایڈیٹر وائس آف اسلام کراچی اسلامی عقائد سے متصادم اور متناقض تھے چنانچہ علماء اسلام نے ان پہلوؤں کا ابطال کیا اور ان کے تنقیدی مطالعہ کی صورت میں دینی تعلیم میں شامل کر لیا گیا فلسفہ اور منطق کی کتابیں کم و بیش اسی دور میں نصاب تعلیم میں شامل کی گئیں ۔ مقصد یہ تھا کہ ایسے فلسفیانہ نظریات کا تنقیدی مطالعہ کر کے ان کا ابطال کیا جائے جو اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر سکتے تھے علم کلام کی تشکیل اسی مقصد کو سامنے رکھ کر کی گئی ۔

علاوہ ازیں چونکہ قرآن حدیث کو سمجھنے کے لئے عربی زبان کے محاورات اور کمالات سے واقفیت ضروری تھی اس لئے عربی گرائمر ۔ صرف ، نحو ۔ کی تشکیل ہوئی پھر قرآن کی فصاحت و بلاغت کو سمجھنے کے لئے جو اپنی مثال آپ تھی ، علم بیان ومعانی کی تشکیل ہوئی تاکہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کے لطیف پہلوؤں کا ذوق پیدا ہو سکے اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ عربی گرائمر اور علم بیان و معانی کا مطالعہ بھی کیا بجائے خود کوئی مقصد نہ تھا بلکہ ان علوم کی تعلیم کو قرآن و حدیث ہی کی خدمت کے لئے شامل کیا گیا تھا ۔

دینی مدارس کی تعلیم کا مقصد

اس تعلیم کا بنیادی مقصد دین کا تحفظ اور اس کی اشاعت تھا موجودہ دینی مدارس کا نصب العین بھی صرف یہی ہے کہ دینی تعلیمات کا تحفظ کیا جائے اس سے زیادہ ان مدارس کی بساط بھی نہیں ہے ۔ اصل کام جو موجودہ حالات میں ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ جو دین بزرگوں سے ہم تک پہنچا ہے وہی محفوظ رہے اس سے آگے بڑھ کر کچھ اور کرنے کے لئے نہ ہمارے پاس وسائل ہیں اور نہ فنڈز ۔ کوئی فعال نصب العین مدارس دینیہ اس وقت اپنے سامنے رکھیں گے جب حکومت بھی تعاون کرے گی اور اس کار خیر میں حصہ لے گی لیکن حکومت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس اعتماد کا اہل اور قابل ہی ثابت نہیں کرتی کہ وہ اس کام میں کوئی حصہ لے سکے ۔

مدارس دینیہ کی تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت اور گنجائش

میرے نزدیک اپنے مقصد اور نصب العین کے اعتبار سے اس نظام تعلیم میں کوئی ایسی کمی نہیں ہے جسے دور کرنے کے لئے اس میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں یہ حقیقت ہے کہ اس نظام نے اب تک جتنے افراد پیدا کئے ہیں ۔ وہ علم و دانش کے لحاظ سے قابل لوگ تھے ۔ اگر اس نظام تعلیم میں کمی ہوتی تو یہ علماء اور فضلا کیسے پیدا ہوتے سب ہی علماء وفقہا اسی نظام تعلیم سے پڑھ کر نکلے ہیں ۔

جہاں تک اس نظام تعلیم میں ترمیم و تبدیلی کا سوال ہے تو شریعت کی کلیات میں تو کسی بھی ترمیم و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہیں ہے ظاہر ہے کہ ہم قرآن و

حدیث کے کسی حصے کو تو حذف نہیں کر سکتے ۔ اس لئے تو امکان صرف اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے ۔ جب ہم خدانخواستہ اسلام ہی کو چھوڑ دیں ۔ صاف بات ہے کہ اگر کوئی شخص آج یہ کہتا ہے کہ موجودہ دور میں سود کی حرمت اور پانچ وقت کی نماز چلنے والی چیزیں نہیں ہیں ۔ اور یہ کہ نماز پڑھنے سے دفتروں اور کارخانوں کے کام میں حارج ہو گا تو ہم ان دلائل کی بنا پر نہ تو سود کو جائز قرار دیں گے اور نہ ہی نماز کو ساقط کر دیں گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ۔

نصاب میں جدید علوم و نظریات کے لئے چند تجاویز

البتہ جہاں تک مدارس میں پڑھائے جانے والے دیگر علوم کا تعلق ہے "مثلاً" فلسفہ منطق اور کلام وغیرہ تو ان میں تبدیلی اور ترمیم و تنسیخ کی گنجائش موجود ہے لیکن اس کی جو سورت ہمارے لئے قابل قبول ہو گی وہ یہ ہے کہ عالم اسلام کی تمام حکومتوں کی سرپرستی میں جدید علوم کے چیدہ چیدہ ماہرین پر مشتمل ایک بورڈ قائم کیا جائے ۔ یہ بورڈ جدید علوم فلسفہ منطق ، کلام اور علوم عمرانیات کا ایک خاصہ تیار کرے ۔ پھر دنیائے اسلام کے منتخب علماء مل کر ان جدید علوم کے ان پہلوؤں کا ابطال تیار کریں جو قرآن و سنت کی تعلیمات سے متصادم ہوں اس طرح جو مجموعے مرتب ہوں انہیں دینی مدارس کے نصاب میں شامل کر لیا جائے ۔ اس سلسلے میں حسب ذیل امور کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جائے ۔

تبدیل شدہ نصاب کو صرف اسی صورت میں درس نظامی شامل کیا جائے گا ۔ جب اس کے لئے اجتماعی کوشش کی جائے گی ۔ بیشک انفرادی سطح پر ہمارے ہاں بہت قیمتی کوششیں ہوئی ہیں اور سوشلزم ، سرمایہ کاری اور اشتراکیت کی رد میں جو کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں ان سے ہمارے نوجوان طبقے نے استفادہ بھی کیا ہے تاہم یہ ساری کوشش چونکہ انفرادی تھی اس لئے انہیں مدارس دینیہ کے نظام تعلیم میں شامل نہیں کیا جا سکا

۲ ۔ تبدیل شدہ نصاب کے مجموعے مرتب کرتے وقت یہ بات پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ مخالفین اسلام کے اقوال و نظریات ہی کو جمع کر کے نہ پڑھا دیا جائے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث اور عقل کے روشنی میں ان کا رود اور ابطال بھی طلبہ کو پڑھایا جائے ۔

اس کام میں جدید علوم کے ماہرین اور علوم اسلامیہ کے ماہرین کا باہمی تعاون بیحد ضروری ہے ۔

تبدیل شدہ نصاب کے مجموعے عربی زبان میں مرتب کئے جائیں ۔

علوم عمرانیات کا شامل ہونا بہت ضروری ہے ۔ ہم خود چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور وسائل مہیا فرمائے تو ہم اپنے مدرسے میں علوم عمرانیات کو شامل کریں گے ۔ لیکن اصل مسئلہ وسائل اور اساتذہ کا ہے ۔

اس سلسلے میں خو طلبہ کا رویہ بھی سامنے رکھنا چاہیے ۔ طلبہ بھی نئے علوم نہیں پڑھنا چاہتے ۔ اور لکیر کے فقیر ہیں اور صرف پرانی کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں ۔ طلبہ جب چاہتے ہیں ایک مدرسہ چھوڑ کر دوسرے مدرسے میں چلے جاتے ہیں ۔

حکومت کی مداخلت

اگر حکومت دینی مداررس میں مداخلت کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنے حسن نیت کا اعتبار اور ثبوت مہم پہنچائے دوسری بات یہ ہے کہ اگر دینی مدارس کے اصلاح کا انتہائی شوق ہے تو پہلے اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم کی اصلاح کا کام کیوں نہیں کرتی ؟ اس سے اسے کون روک رہا ہے ۔

دینی مدارس کے نظام تعلیم نے گذشتہ بارہ سو سال سے اسلام کو باقی رکھا ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اب اگر اس کو بھی بدل دیا جائے جبکہ اس کی جگہ لینے کے لئے کوئی دوسرا نظام بھی موجود نہیں ہے تو کیا اس سے خطرناک نتائج پیدا نہ ہوں گے ۔

درس نظامی میں قرآن وحدیث کا مطالعہ

آپ دیکھیں گے کہ مدارس دینیہ میں معلوم علوم پانچ چھ سال میں پڑھائے جاتے ہیں ۔ آخری دو سالوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے فلسفے کی بڑی اور غیر ضروری کتابیں حذف کر دی گئی ہیں ہم بھی منطق اور فلسفہ کے حصے کو کم کر رہے ہیں لیکن فلسفہ و منطق کو بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ ان کی عدم موجودگی سے طلبہ کی علمی اور ذہنی صلاحیتوں میں ضعف پیدا ہونے کا امکان ہے

طریق تعلیم اور دور جدید کے مسائل

آپ کی یہ رائے درست ہے کہ حدیث کی تعلیم کے دوران اکثر مدارس میں اصولی مسائل پر کم اور فروغ اختلافی مسائل پر بحث زیادہ ہوتی ہے ۔ آج سے چھ سو برس پہلے کا جو دور گذرا ہے آپس میں متعدد اختلافی بحثیں چھڑی ہوئی تھیں ۔ ان اختلافی بحثوں کا اکثر مدارس کی تعلیم پر بھی اثر پڑا ہے مجھے آپ کی اس بات سے اتفاق ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیم کے دوران اساتذہ کو موجودہ دور کے مسائل کو زیر بحث لانا چاہیے جب تک کہ مذکورہ بالا تجویز کے مطابق کوئی مستقل نصاب نظریات باطلہ کی رد کے لئے رائج نہیں ہوتا ۔ اس وقت تک نظام تعلیم میں فروعی اختلافی مسائل سے توجہ ہٹا کر اصولی مسائل پر توجہ کی جائے عالم اسلام کے مسائل جدید دور کے حالات و کوائف اور معاشرتی اور اقتصادی امور بھی زیر بحث لائے جائیں ۔ تاکہ طلبہ میں دور جدید کے مسائل کا فہم اور شعور پیدا ہو سکے ۔

دراصل درس نظامی کا مقصد ہی یہی ہے کہ طلبہ میں مطالعے کی ابتداء کرا دی جائے اور ان میں مطالعہ و تحقیق کا ذوق پیدا کر دیا جائے درس نظامی سے فارغ ہونے والا طالب علم عالم نہیں بن جاتا جس طرح منطق پر دو تین کتابیں پڑھ کر کوئی شخص منطقی نہیں بن جاتا ۔ درس نظامی تو طلبہ میں اس بات کی استعداد پیدا کرتا ہے کہ وہ مزید مطالعہ و تحقیق کے قابل ہو سکیں ۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ طلبہ مطالعے کے ذوق کی کمی ہے اور مطالعے سے گھبراتے ہیں ۔

مدارس دینیہ میں پیشہ وارانہ تربیت

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تعلیم کا مقصد معاش کمانا ہے ہی نہیں ہمارے ہاں تصور یہ ہے کہ دین سیکھیں اس پر عمل کریں اور اس کی اشاعت کریں نہ یہ کہ اس سے حاش کمانے کی کوشش کریں ۔

تاہم آپ کی یہ بات درست ہے کہ موجودہ دور میں پیشہ وارانہ تربیت کی بھی ضرورت ہے ۔ دراصل پرانے زمانے میں توکل اور قناعت بہت تھی ۔ علماء مساجد اور مدارس میں بغیر معاوضہ یا تنخواہ لئے دین کی خدمت کرتے تھے جوار کی سوکھی روٹی پر بھی خوش تھے ۔ اب اس دور میں یہ جذبہ ناپید ہو رہا ہے ۔ اب ضروری ہے کہ مدارس دینیہ کے طلبہ کو کچھ ایسے فنون سکھاوے جائیں جن سے وہ آزادانہ طور پر اپنی روزی کما سکیں ۔ ان فنون میں طب ، خوشنویسی ، درزی کا کام جلد بندی وغیرہ کا کام وغیرہ شامل کئے جا سکتے ہیں ۔

مگر اس سلسلے میں میرا عملی تجربہ یہ رہا ہے کہ جن لوگوں نے کوئی اور کام سیکھا ہے وہ پھر اسی کام کے ہی ہو کر رہ گئے ہیں حتیٰ کہ اسکولوں اور کالجوں میں عربی اور اسلامیات پڑھانے پر بھی جو لوگ مامور ہوئے ہیں ان کا عالم بھی یہ ہے کہ اپنی تین چار چار سو روپے کی تنخواہوں میں مگن ہو کر دین کو بھول چکے ہیں ۔

اسکولوں، کالجوں میں دینی تعلیم

حکومتی نظام کے تحت جو تعلیمی ادارے چل رہے ہیں ان میں صدق دل سے دین کی خدمت نہیں ہو رہی ۔ ظاہر ہے تین چار سورتوں کو یاد کر کے یا ان کا ترجمہ پڑھ کر دینی تعلیم کے سارے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے اس کے لئے علوم اسلامیہ سے کلی آگاہی ضروری ہے ۔ کالجوں میں زیادہ سے زیادہ بچوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور یہ کہ نماز وغیرہ کیسے پڑھی جاتی ہے ۔ لیکن اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کی بنیاد پر امریکہ روس اور چین کے باطل نظریات کا مقابلہ کر سکیں تو اس کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوگی اس کے لئے علوم اسلامیہ کا گہرا مطالعہ کرنا ہو گا ۔

اجتہاد کی ضرورت اور گنجائش ؟

اجتہاد کا مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اگر اجتہاد کی کھلی اجازت دے دی جائے تو پھر آپ کو ہر گلی اور ہر محلے میں دس بیس ہمیں مجتہد ملیں گے نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلامی احکام و شریعت کے متعلق تصادم و انتشار کی کیفیت ہی پیدا ہو جائے گی ۔

یہ جو ہمارے اکابر نے کہا ہے کہ اجتہاد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب انفرادی رائے نہیں دی جائے گی ۔

اب جو مسائل پہلے زمانے میں پیش آچکے ہیں اور قرآن و حدیث میں ان کے متعلق فیصلہ دیا جا چکا ہے تو ان میں اجتہاد کی قطعاً گنجائش نہیں ہے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو نئے پیدا ہوئے ہیں انہیں کس قاعدہ اور اصول کے تحت حل کیا جائے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اجتہاد کی شرائط کو کما حقہ پورا کر کے ان مسائل پر اجتہاد کیا جا سکتا ہے بہتر صورت یہ ہو گی کہ چیدہ چیدہ علماء مل کر بیٹھیں اور زیر بحث مسئلے کے مالہ وما علیہ پر غور کر کے کسی متفقہ فیصلے پر پہنچیں اس اجتماعی کوشش میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی شامل ہو گی ۔

ہمارا نصب العین دین کی خدمت ہے ۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سرپرست اور بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قومی اسمبلی کے رکن بھی ہیں اور وفاق المدارس کے نائب صدر بھی ۔

برصغیر میں اسلامی مدارس کا کردار

میں نے ان سے گفتگو کا آغاز اس سوال سے کیا کہ " دینی مدارس کیا ہمارے معاشرے میں فعال کردار ادا کر رہے ہیں ۔ ؟

مولانا عبدالحق جو اس وقت پنڈی کے ایک مدرسہ کے اقامتی حصہ میں ایک چارپائی پر بیٹھے تھے کہنے لگے " ہمارے سامنے دو کردار ہیں ایک دین کا ایک دنیا کا ۔ ہمارے خیال میں اہم کردار دین ہے ۔ دنیا میں جہاں بھی انقلاب آیا مذہب پر بھی انقلاب آیا ۔ لیکن برصغیر میں ایسا نہیں ہوا ۔ ڈھائی سال غیر منقسم ہندوستان میں گذرے اور ۲۹ برس پاکستان میں ۔ اس عرصہ میں کتنی تبدیلیاں آئیں ۔ الحمد اللہ یہاں دین محفوظ رہا ۔ دینی تہذیب و تمدن محفوظ رہا ۔ کوئی شخص مداخلت کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا ۔ یہ جذبہ اور حوصلہ صرف دینی مدارس کی وجہ سے ہے ۔ دوسرے مسلمان ملکوں میں ایسا نہیں ہے وہاں کے مسلمانوں اور یہاں کے مسلمانوں میں فرق صاف دیکھا جا سکتا ہے ۔ یہ تو ہوا اصل کردار اب دوسرے کردار کی بات کیجئے ۔ تقسیم کار تو ہر فن کے لئے ہے لاکھوں لوگ دنیا کے کارخانے میں کام کر رہے ہیں ۔ دینی مدارس سے تو چند ہزار وابستہ ہیں وہی قابل قدر ہیں دنیا کے لئے تو کالج یونیورسٹیاں ہیں جہاں سے لوگ فارغ ہو کر مختلف ملازمتوں پر چھا جاتے ہیں ۔ یہ لوگ جو دین کیلئے کچھ کر رہے ہیں وہ روٹی کپڑا اور مکان نہیں مانگتے اور نہ مانگیں گے ۔ وہ ہڑتال نہیں کرتے جہاں دین ہے وہاں اخلاص شرط ہے ۔ میں نے دریافت کیا " دینی تعلیم کے لئے رجحانات پہلے جیسے ہیں یا کچھ کمی آرہی ہے ؟ "

مولانا فرمانے لگے : خیال تو یہی ہے کہ عملاً دینی رجحانات کم ہوئے ہیں لیکن عقیدے کے لحاظ سے ہم اب بھی مایوس نہیں ہیں ۔ عام مسلمانوں کی عقیدت دین کے ساتھ ہے ۔ اگرچہ عمل میں کوتاہی آچکی ہے لیکن دینی وابستگی رکھنے والے اپنے طور پر کوشش کرتے رہتے ہیں ۔

" مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کا کیا مستقبل ہے ؟ "

" ہم اپنے مدرسے کے بارے میں بتائیں گے کہ ہمارے دارالعلوم حقانیہ سے اب تک کئی ہزار کے قریب طلبہ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں ان میں سے قریباً نصف بیرونی ممالک سے تھے ۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے فضلاء پاکستان میں تدریس کے کام میں مصروف ہیں ۔ مدارس دینیہ میں، فوجی ملازمتوں میں ہیں خطیب ہیں، امام ہیں، دارالافتاء سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہمارا نصب العین دین کی خدمت ہے ۔ ایک گروہ تو ایسا ہونا چاہیے جو نیکیوں کی طرف رغبت دلائے برائیوں سے منع کرے دینی مدارس کے فارغ التحصیل اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ علم حاصل کریں اور لوگوں تک پہنچا دیں ۔ اس میں دنیوی مفاد ہے یا نہیں اس سے مطلب نہیں ۔ ہو تو ٹھیک ہے نہیں ہے تو نہ سہی ۔ "

میں نے دریافت کیا اور اسلامی ممالک میں ایسے مدارس ہیں یا نہیں "

مہتمم دارالعلوم حقانیہ بتانے لگے " اسلامی ممالک میں یہی کمی ہے وہاں دینی مدارس کی بنیادیں نہیں رکھی گئیں ۔ پاکستان میں جتنے دینی اثرات ملتے ہیں ۔ کسی اور اسلامی ملک میں یہ اثرات نہیں ملتے

نصاب اور آج کے تقاضے

میں نے مدارس میں رائج نصاب اور آج کے تقاضوں کے بارے میں پوچھا مولانا کا جواب تھا " ہمارا یہ مقصد ہے کہ صحیح دین معلوم ہو ۔ اگر صحیح دین معلوم کرنا ہے تو اس کے لئے قرآن، حدیث، فقہ، اصول فقہ، گرائمر نحو کافی ہیں ۔ اس کے علاوہ موجودہ امور مثلاً ڈاکٹری، انجینئری وغیرہ کے ہم مخالف نہیں ہیں ۔ اس میں سے اگر عربی مدارس میں سیکھا جائے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں ۔ اس میں سے اگر عربی مدارس میں سیکھا جائے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں ۔ مگر ان کا غلبہ نہیں ہو جانا چاہیئے ۔

موجودہ نصاب کے بارے میں مولانا نے یہ بتایا کہ یہ نصاب پورا پڑھا جائے تو آٹھ سال صرف ہوتے ہیں اس کی علاوہ دو سال اختیاری ہیں ۔ "

دینی و دنیوی علوم کی جامعیت

میں نے پوچھا " ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ دنیوی تعلیم حاصل کرنے والے ۔ دین سے بھی آشنائی حاصل کریں اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے جدید علوم سے آشنا ہوں " ۔

مولانا کا جواب تھا " اس کا انتظام تو حکومت کو کرنا چاہیے کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے یہ دین سے بھی آگاہی حاصل کریں ۔ اس کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے ۔ ہمارا مدرسہ تو اللہ کے بھروسے پر چل رہا ہے ۔ لاکھوں کا سالانہ بجٹ ہے سینکڑوں طلباء کو کھانا کتابیں، رہائش اور بجلی وغیرہ مفت دی جاتی ہے ہم نے اپنے طور پر یہ کیا ہے کہ مڈل کا حصہ ساتھ کر لیا ہے اب دین کے ساتھ ساتھ آٹھویں جماعت تک کی تعلیم دی جاتی ہے ہمارا ارادہ اسکو بڑھانے کا ہے جو بحمد اللہ اب ہائی ہو چکا ہے ۔

حکومت کی مداخلت

میں نے مولانا سے دریافت کیا " گذشتہ دنوں مدارس کو قومی تحویل میں لینے کی بحث چلی تھی آپ کا کیا خیال ہے ؟

ان کا کہنا تھا ہمارا دین اب تک سرکاری نگرانی سے محفوظ رہا ہے خلفائے راشدین کا بابرکت دور ایسا تھا اس دور میں جتنی بھی خدمت کی تھی حکومت

نے کی ۔ بعد میں ایسا نہیں ہوا حکومتوں کا کام تو کرسی کو بچانا ہوتا ہے دین کو بچانا نہیں ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت حکومتوں سے نہیں لی ہے ۔ گدڑی والوں سے لی جو ٹکڑے کھاتے ہیں ۔ اسی لئے دین نے روز بروز ترقی بھی کی ۔ آج اسلام کے پیچھے کوئی حکومت نہیں ہے ۔ ہمارے رسول یتیم تھے ' اور ایسے علاقے میں انہیں بھیجا گیا جہاں کوئی حکومت نہیں تھی ۔ لوگوں نے دیکھا کہ اسی نبیؐ نے علوم کے دریا بہا دیئے ۔ خودبخود اسلام پھیلتا گیا ۔ اس وقت لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اسلام کی خدمت کرتے ہیں اگر حکومت نے یہ مدارس تحویل میں لے لیے تو پھر یہ بات نہیں رہے گی ۔ دین دین نہیں رہے گا ۔ دین آزاد ہو ' بغیر لالچ کے ہو تب ہی ایک عالم حق بات برسر منبر کہہ سکتا ہے اور بر ملا کہہ سکتا ہے ۔ اور تختہ دار پر چڑھنے کے لئے بھی تیار ہو سکتا ہے ۔ "

بقیہ ص ۱۰۴۵ سے ۔ مناحی مبشرات

سے باقاعدہ تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ شاہ صاحب یہ جو بڑے بڑے سیب تم نے دیکھے ہیں ، یہ تو بالکل اسی آیت کا مصداق ہے ۔

كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا.

(سورۃ بقرہ آیہ ۲۵)

میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا حضرت یہ لیٹر پیڈ کا کیا مطلب ہے تو مفتی صاحب نے کہا کہ اس کی تعبیر تو واضح ہے کہ آج بھی حضرت شیخ الحدیث صاحب خود دارالعلوم کی نگرانی کر رہے ہیں اور ہمیں بھی ایک تنبیہ دیتے ہیں کہ آپ لوگ بھی دارالعلوم کا خیال رکھیں اور دارالعلوم کا سامان اور سٹیشنری اپنے لیے استعمال نہ کیا کریں ۔

سینٹ کے الیکشن کا نازک مرحلہ اور

عالم برزخ میں اپنے فرزند مولانا سمیع الحق کا فکر

از مولانا سیف الرحمٰن جہانگیرہ

مولانا سمیع الحق کے بڑے ماموں بزرگ اور خداترس شخصیت (حضرت شیخ الحدیثؒ کے بڑے سالے) الحاج مولانا سیف الرحمان صاحب جہانگیرہ جو بحمداللہ بقید حیات ہیں اور سو سال کے قریب ہیں نے واقعہ بیان کیا کہ جس دن یعنی مارچ ۲۰۰۹ء کو مولانا سمیع الحق کے سینٹ کے لئے دوبارہ انتخاب لڑنے کا دن تھا ۔ میں صبح صادق سے قبل حسب معمول تہجد پڑھنے میں مشغول تھا کہ مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا مرحوم مجھے کہہ رہے ہیں کہ گل دادا (خاندان میں بڑے ہیں اور سارے بہن بھائی اور حضرت شیخ الحدیث انہیں گل دادا کہہ کر پکارتے تھے) تم اکوڑہ خٹک نہیں گئے میں نے کہا حضرت کوئی خاص بات ہو اور حکم ہو تو میں ابھی چلا جاؤں گا ۔ فرمایا کہ ہاں آج سمیع الحق کا الیکشن ہے اور وہ پریشان ہوگا تم جاکر اسے تسلی دو اور انہیں میرا کہدو کہ فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ مولانا سیف الرحمٰن نے فرمایا کہ مجھے خواب ہی میں یہ احساس ہوا کہ حضرت مولانا تو وفات پا چکے ہیں اور دل میں آیا کہ کیسا عجیب آدمی ہے وفات کے بعد بھی انہیں اپنی اولاد کی اتنی فکر ہے ۔

بلاشبہ یہ ایک عظیم ابتلاء اور معرکے کا الیکشن تھا پیپلز پارٹی اور سرحد خوش ہمیشہ سے مولانا سمیع الحق سے ناراض اور زچ رہتے تھے خود موجودہ حکومت آئی جے آئی یعنی مسلم لیگ کی اکثریت نے مولانا سمیع الحق کو دوبارہ ٹکٹ دینے کی شدید مخالفت کی تھی اور شریعت بل کے طویل معرکہ کارزار کی وجہ سے دین دشمن اور مادر پدر آزاد قوتیں ان سے نالاں تھیں کہ دوبارہ یہ جاکر کانٹا نہ بن جائے جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے دوسرے گروپ کے لیڈر مولانا فضل الرحمٰن خود پشاور آکر ان دنوں ڈیرہ جما بیٹھے اور ایک ایک ایم پی اے سے مخالفت میں رابطہ کرتے لگے اے این پی کے ایک لیڈر اور ایم پی اے جناب فرید طوفان کی روایت ہے کہ میں نے ان سے زچ ہوکر کہا کہ تمہارا کیا درد سر ہے تو اس لیڈر نے کہا چہ خوگنگ سہے مرہ کار دے چہ دے اونہ وزی (ہمارا اس آدمی سے کام ہے کہ یہ کسی قیمت پر نکلنے نہ پائے) دوسری طرف فقہ جعفریہ اور ایرانی لابی سرگرم عمل تھی اور ایرانی کونسل خانہ نے تجوریاں کھول دی تھیں کہ مولانا سمیع الحق پارلیمنٹ بالخصوص دوبارہ سینٹ کا ناسور نہ بنے کچھ نودولتیے کروڑ پتی بھی آزاد اور پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر میدان میں اترے تھے یہ تمام محاذ چاروں طرف سے مولانا سمیع الحق کو چاروں شانے چت گرانے کے درپے تھے اور سحر کے کارن پڑا مگر خداوند قدوس کا فضل اور عظیم والد کی روحانی توجہات اور بیٹے کے بارے میں یہی فکرمندی کام آئی اور مولانا بڑی شان سے کامیاب ہوکر عظیم والد اور اکابر کے ہر مشن کے تسلسل کو برقرار رکھنے کیلئے سینٹ میں دوبارہ پہنچ گئے